کتاب نما

سیرت حافظ ابن حزم اندلسی : ڈاکٹر عبدالحلیم عویس ، مترجم: محمد رئیس ندوی - ناشر: جامعہ سلفیہ، بنارس - صفحات: ۲۸۸ - قیمت: درج نہیں -

حافظ ابن حزم کا شمار، مسلم اندلس کے اکابر میں ہوتا ہے - وہ ایک شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ، مورخ اور عمرانی مفکر بھی تھے - ایک روایت کے مطابق ان کے دادا، موسیٰ بن نصیر کے ساتھ اندلس آئے تھے - ان کا تعلق ایک معزز اور خوش حال گھرانے سے تھا، مگر والد کے انتقال اور قرطبہ سے ہجرت کی وجہ سے ابن حزم کو تحصیلِ علم کے لیے سازگار ماحول میسر نہیں آیا - بایں ہمہ اپنی ذہانت کے بل بوتے پر وہ وزارت کے منصب تک پہنچے لیکن پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ''تختِ علم پر جلوہ افروز ہونے کی کوشش میں لگ گئے'' - زیرِ نظر کتاب ابن حزم کی سوانح، شخصیت اور علمی خدمات پر ماہر اندلسیات ڈاکٹر عبدالحلیم عویس کی عربی تصنیف ابن حزم الاندلسی وجودہ فی البحث التاریخی و الحضاری کا اردو ترجمہ ہے -

ابن حزم (۹۹۴-۱۰۶۴ء) کی زندگی کا بیشتر حصہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزرا - ان کی ۳۵ جزوی اور کلی رسائل و کتب دستیاب ہیں اور معدوم رسائل کی تعداد ۸۹ ہے - وہ علم الانساب کے ماہر تھے - تاریخ سے بھی انھیں خصوصی دلچسپی تھی، بلکہ ان کے نزدیک علمِ حدیث کے بعد تاریخ، جملہ علوم پر فوقیت رکھتی ہے - ایک تو یہ سبق آموزی کا ذریعہ ہے دوسرے اس کی تعلیمی قدر و افادیت، دوسرے علوم و فنون سے کہیں زیادہ ہے - مصنف کے نزدیک ابن حزم کی ایک حیثیت مجتہد کی بھی ہے، جنھوں نے دو صدیوں سے بند دروازہ اجتہاد کو کھول دیا - بعض امور میں تو ان کی رائے بہت متوازن ہے، جیسے ان کے نزدیک خلفائے راشدین کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے مگر تقلید کو وہ بدعت اور حرام قرار دیتے تھے اور اس معاملے میں وہ اتنے متشدد تھے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے خلاف ان کی ''سخت بیانی اور تلخ کلامی'' کا، ڈاکٹر عویس نے بھی اعتراف کیا ہے - (ص ۱۶۷) اسی طرح یہ کہ ان

کے ہاں اہل اندلس کے لیے جانب داری، طرف داری اور عصبیت پائی جاتی تھی (ص ۱۹۹)۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ تقریباً ربع صدی قبل نصرانی سپین نے اس "عظیم قرطبی" کی علمی و فکری حیثیت کے اعتراف میں ایک کانفرنس منعقد کی۔ "عشرۂ ابن حزم" منایا، جس کے صدر اس وقت کے صدرِ مملکت جنرل فرانکو تھے۔ اس موقع پر ابن حزم کا مجسمہ بھی تیار کر کے قرطبہ شہر میں نصب کیا گیا۔

ڈاکٹر عویس نے 'زمانہ مابعد میں ابن حزم کی فکری و علمی کاوشوں سے متاثر ہونے والوں کی ایک طویل فہرست دی ہے' جن میں ابن خلدون جیسے نامور مورخ و مفکر بھی شامل ہیں۔ خود ابن خلدون نے ابن حزم سے تاثر و استفادے کا اعتراف کیا ہے۔

بلاشبہ مصنف نے ابن حزم سے متعلق ماخذ کی ایک طویل فہرست کھنگال کر لوازمہ جمع و مرتب کرنے میں بڑی محنت و کاوش سے کام لیا ہے اور اس طرح ایک ایسی کتاب تیار کی ہے، جو ہمارے علمی اور فکری سرمائے بلکہ اردو زبان کے سوانحی ذخیرے میں بھی ایک عمدہ اضافہ ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

اسلامی تحریک، درپیش چیلنج: پروفیسر خورشید احمد۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، بلاک ۱۹، مرکز ایف سیون، اسلام آباد۔ صفحات: ۱۰۰۔ قیمت: ۳۰ روپے۔

فکر و نظر کی غلامی، سیاسی محکومی اور معاشی گداگری کے سبب عالم اسلام ایک شدید بحرانی دور سے گزر رہا ہے۔ صورت یہ ہے کہ قلعے کے پھاٹک دشمن نے باہر سے نہیں توڑے، بلکہ یہ اندر ہی سے کھولے گئے ہیں۔ مسلمانوں میں نام نہاد 'روشن خیال اور غیر جانبدار بندگانِ مفاد' "برائے فروخت" کی تختی لگائے نظر آتے ہیں۔ اس پر مستزاد قرآن و سنت سے دوری اور فقہی تنگ نظری۔ مختصر یہ کہ اندرونی شکست و ریخت کے ساتھ ساتھ امتِ مسلمہ کو مذہبی اور سیاسی سطح پر بھی بیرونی حملے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں اس کشمکش سے دوچار، عالم اسلام کے فکری و عملی اور داخلی و خارجی معاملات پر نظر ڈالی گئی ہے اور اس بحران و کشمکش کو چیلنج سمجھ کر قبول کرنے والی اسلامی تحریکوں کے نقطۂ نظر کو بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے:

پہلا حصہ، پروفیسر صاحب کے اس فاضلانہ انگریزی مقالے کا اردو ترجمہ ہے، جس میں مصنف نے اختصار مگر جامعیت کے ساتھ اس آشوبِ عصر کی نشان دہی کی ہے، جو امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے